خطبہ جمعہ

نفاق ہمارے نزدیک سب گناہوں سے بڑا ہے۔ ریاکار اور خوشامدی منافق ہوتے ہیں۔ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے

اگر جماعت احمدیہ نفاق کو دنیا سے دور کردے تو اس نے اپنے مقصد کو پالیا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۲/اخاء ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى . يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا . مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ . وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا﴾۔ (سورۃ النساء آیت ۱۴۳، ۱۴۴)

ترجمہ یہ ہے۔ یقیناً منافقین اللہ سے دھوکہ بازی کرتے ہیں جبکہ وہ انہی کو دھوکہ میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا۔ اس کے درمیان متذبذب رہتے ہیں نہ اِن کی طرف ہوتے ہیں نہ اُن کی طرف اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرادے تو اس کے لئے تُو کوئی ہدایت کی راہ نہیں پائے گا۔

منافقت کے تعلق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو وضاحتیں فرمائی ہیں وہ بہت گہری اور پر بصیرت ہیں اور بہت سے لوگ بے چارے اپنے آپ کو خواہ مخواہ منافق سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے دل کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ کو بھی کبھی یہ وہم ہو جایا کرتا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسی واضح تشریح فرمادی ہے کہ اس کے بعد کسی کے لئے کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔

پہلی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی مثال ایسی بھیڑ کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان متردّد ہے۔ کبھی وہ اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی دوسرے ریوڑ کی طرف چلی جاتی ہے۔

مسند احمد بن حنبل میں ابن عمرؓ سے ہی یہ روایت مروی ہے البتہ اس کے آخر میں لَا تَدْرِیْ اَیَّهُمَا تَتْبَعُ کے الفاظ آئے ہیں کہ وہ نہیں جانتی کہ وہ کس کے پیچھے چلے۔ اس میں جو دوسرا حصہ ہے مسند احمد کا، صرف اس میں ایک شبہ یہ پڑتا ہے کہ وہ منافق نہیں ہے بلکہ اس کو علم نہیں ہے۔ مگر جو پہلی حدیث ہے وہ بالکل واضح ہے کہ وہ دو ریوڑوں کے درمیان گھومتی پھرتی ہے۔ اور اگر تو لاعلمی کی وجہ سے ہے پھر تو اس کو منافقت نہیں کہا جاتا لیکن اگر اس کو یہ پتہ ہو کہ کس ریوڑ کی ہوں اور وہ کبھی اِدھر جائے کبھی اُدھر جائے تو یہ منافقت ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ اشارہ فرمارہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہونگی وہ منافق ہوگا۔ یہ بہت ہی اہم اور واضح حدیث ہے اس لئے اس سے منافقت کو پہچاننے میں بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ اگر ان میں سے ایک خصلت کسی شخص میں پائی جائے گی تو اس میں اسی نسبت سے نفاق ہوگا۔ یعنی چاروں خصلتیں اگر نہ ہوں تو کلیۃً نفاق سے پاک ہے مگر چار خصلتوں میں سے ایک بھی پائی جائے تو اس درجہ تک اس میں نفاق ہوگا یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ جب معاہدہ کرتا ہے تو بدعہدی کرتا ہے اور جب وہ جھگڑتا ہے تو بدزبانی سے کام لیتا ہے'۔

میں نے پہلے بھی ایک خطبہ میں بیان کیا تھا کہ یہ علامات سو فیصد پاکستان کے مولویوں پر صادق آتی ہیں۔ ایک بھی علامت نہیں ہے جو ان میں نہ پائی جاتی ہو۔ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس کا احمدیوں سے زیادہ کون گواہ ہوگا کہ ہر بات میں جھوٹ ہے۔ ایک بھی بات نہیں جو جھوٹی نہ ہو۔ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے نواز شریف سے بھی وعدے کئے ہوئے تھے اب وہ نہیں رہا تو کیسا پھر گئے ہیں۔ بہت بے حیا قوم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لفظ میں ان کا حلیہ بیان فرمایا ہے "اے بدذات فرقۂ مولویاں"۔ اس سے زیادہ غصے کا اظہار کیا نہیں جاسکتا اور اس سے زیادہ شرافت کے ساتھ غصّے کا اظہار نہیں کیا جاسکتا۔ "اے بدذات فرقۂ مولویاں" تو یہ وہی فرقۂ مولویاں ہے جس کی نشانیاں رسول اللہ ﷺ بیان فرمارہے ہیں۔ 'جب معاہدہ کرتا ہے تو بدعہدی کرتا ہے'۔ کتنے معاہدے کئے ہیں انہوں نے جن کو توڑ دیا ہے۔ 'اور جھگڑتا ہے تو بدزبانی سے کام لیتا ہے'۔ یہ بھی خاص مولوی کی علامت ہے اور نہایت ہی بدتمیز، گندہ گو اور بداخلاقی سے کام لینے والا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے جو نقشہ کھینچا تھا وہ آج بعینہٖ پورا اتر رہا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے فرمایا: اے وہ لوگو جو زبان سے تو ایمان لائے ہو مگر ایمان جن کے دل تک نہیں پہنچا، مسلمانوں کو دکھ نہ دیا کرو اور ان کی عیب چینی نہ کیا کرو اور نہ اُن کی کمزوریاں تلاش کرنے میں لگے رہا کرو۔ کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے تو اللہ بھی اس کے عیب تلاش کرتا ہے۔ اور جس کے اللہ عیب تلاش کرے تو وہ اُس کے عیب لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ خواہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی چھپا بیٹھا ہو۔

ابوالشعثاء بیان کرتے ہیں یہ حدیث سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ ہم اپنے امراء کے پاس جاتے ہیں تو ایک بات کہتے ہیں اور جب باہر آتے ہیں تو اَور بات کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم اسے نفاق شمار کیا کرتے تھے۔

اب یہ بھی ایک عام عادت ہے اپنے امراء کے پاس جا کے انہیں خوش کرنے کے لئے کچھ کہہ دیا، باہر نکلے تو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ پس یہ بھی ایک ایسی عادت ہے جو اب کہہ نہیں سکتا، غالباً بہت سے مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں۔ صرف پاکستان کی بحث نہیں ہر جگہ یہی حال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو نفاق سے بچائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں یہ حدیث سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے چالیس دن جماعت کے ساتھ پہلی تکبیر میں شامل ہو کر نماز پڑھی اس کے لئے دو براء تیں لکھی گئی ہیں۔ آگ سے براءت اور نفاق سے براءت۔

اب اس مسجد میں خدا کے فضل سے اس وقت بھی لوگ موجود ہیں جو چالیس چھوڑ کے اسّی پہلی تکبیروں میں شامل ہوتے ہیں۔ دن ہو رات ہو بارش ہو برف ہو اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرماتا ہے۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ سب جگہ دنیا میں احمدیوں کا یہی حال ہوگا جہاں تک توفیق ہو جہاں مسجد قریب ہو وہاں کوشش کرنی چاہئے کہ پہلی تکبیر میں شامل ہو سکیں۔ دو براء تیں لکھی گئی ہیں آگ سے بریت اور نفاق سے بریّت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'منافقوں پر سب سے بھاری نمازیں عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں'۔ یہ ایک تو اندھیرے میں ہوتی ہیں کوئی نہ آئے اندھیرے میں تو پتہ نہیں لگتا اور دوسرا یہ کہ اس اندھیرے میں اٹھ کر ان کا آنا دل پر بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ تو اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں 'اگر وہ ان دونوں نمازوں کا ثواب جانتے تو ان دونوں نمازوں کی ادائیگی کے لئے حاضر ہوتے خواہ گھٹنوں کے بل۔ اس کے بعد فرماتے ہیں 'میرا دل چاہتا ہے کہ نماز کا حکم دوں اور کسی سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ پھر اپنے ساتھ کچھ آدمیوں کو جن کے پاس لکڑی کے گٹھے ہوں لے کر ایسے لوگوں کے گھروں کو جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ایسے لوگوں سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں'۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جیسا شفیق بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ انسان وہ بھی منافقوں کے متعلق اتنی سخت بات جو کہہ رہے ہیں تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان کا یہاں جل جانا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ جہنم کی آگ میں جلیں اور یہی ان کا کفّارہ ہو جائے گا۔ مگر یہ ایک محاورے کی بات ہے۔ نعوذ باللہ یہ مطلب تو نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ خود واقعی اٹھتے اور کسی اور کے سپرد کر کے گٹھا اٹھاتے۔ تو یہ گہری فراست کی باتیں ہیں جن پر غور کرنے سے انسان کو حقیقت کا حال سمجھ آتا ہے۔

(اس موقعہ پر حضور انور نے گلا تر کرنے کے لئے پاس پڑے ہوئے گلاس سے پانی پیتے ہوئے فرمایا لوگوں نے مجھے کئی قسم کے یہ گلاس بھیجے ہیں جن میں پانی بہت گرم رہتاہے اور ڈھکنا بھی میں نے اتار دیاہے مگر ابھی بھی بالکل گرم پانی ہے)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات۔ "نفاق ہمارے نزدیک سب گناہوں سے بڑا ہے اور ریاء سب کاموں سے زیادہ خطرناک ہے اور ظالموں اور مشرکوں کی صفات میں سے ہے"۔ (نور الحق روحانی خزائن جلد ٨ صفحہ ٦٦)

پھر فرمایا "یاد رکھو جس شخص نے خدا تعالیٰ کے ساتھ کچھ حصہ شیطان کا ڈالا ہو وہ منافق ہے"۔ اب یہ بہت گہری اور پر بصیرت تعریف ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی خوش کیا اور تھوڑا سا حصہ نفسانی بیچ میں داخل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کو تو پاکیزہ روح سے خوشی ہوتی ہے اور اگر طبیعت میں منافقت نہ ہو اور انسان صادق دل ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور ایک چھوٹی سی کھجور کا ٹکڑا بھی پیش کرے تو اس کو بھی وہ قبول فرماتا ہے۔ لیکن اگر اسمیں منافقت ہو اور شیطان یعنی نفس یا کسی اور کا حصہ بیچ میں ڈالا گیا ہو تو وہ سارے کا سارا اللہ کی طرف سے ردّ کر دیا جاتا ہے۔ "یاد رکھو جس شخص نے خدا تعالیٰ کے ساتھ کچھ حصہ شیطان کا ڈالا وہی منافق ہے"۔

پھر فرماتے ہیں "میں یقیناً جانتا ہوں کہ ریاء کار اور خوشامدی منافق ہوتے ہیں"۔ ریاکار اور خوشامدی۔ خوشامدی کا منافق ہونا تو بالکل واضح ہے۔ وہی بات ریاکار کی ہے کہ خوشامد کرتے ہیں جو دنیا کے بڑے آدمی کی وہ محض خوش کرنے کی خاطر کرتے ہیں مگر دل میں ان کے ان کی عزت نہیں ہوا کرتی۔ "اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نفاق کو دور کرنے آئے ہیں"۔ یہ احمدیت کا مقصد ہے۔

اگر جماعت احمدیہ نفاق کو دنیا سے دور کر دے تو اس نے اپنے مقصد کو پالیا۔ سب برائیوں کی جڑ نفاق ہے اسی لئے جہنم کے ذلیل ترین حصے میں منافقوں کو بیان کیا گیا ہے، ارزل حصے میں۔ کیونکہ اگر آپ غور کر کے دیکھ لیں تو منافقت سب ریاکاریوں کی جڑ ہے۔ دلیر انسان ہو، بہادر ہو۔ سچی بات کہنے میں اور حکمت کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ یہ دو باتیں جو ہیں یہ ضروری ہیں دنیا میں۔ اور اگر حکمت کے پیش نظر نرم بات کی جائے تو اس کو منافقت نہیں کہتے۔ سچی بات اگر ایسے طریق پر کی جائے کہ اس کا دوسرے کے دل پر اثر ہو اس کو ہر گز منافقت نہیں کہا جاتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں جی ہم تو سچی بات کریں گے اور منہ توڑ بات، نہایت بدتمیزی سے بات کرتے ہیں۔ وہ منافقت سے بھی بدتر ہیں کیونکہ سچی بات کے نام پر وہ اپنے بھائی کو دکھ پہنچاتے ہیں اور دل کا بغض نکالتے ہیں اور دل میں بغض رکھنا بھائی کے خلاف یہ خود بھی منافقت ہی کی علامت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو منافق وہی نہیں جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو"۔

اب دیکھیں "وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ رو رہے تھے تو حضرت ابو بکر رضوان اللہ علیہم نے پوچھا کیوں روتے ہو۔ کہا کہ اس لئے روتا ہوں کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں پیغمبر ﷺ کے پاس ہوتا ہوں تو اس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی سی معلوم ہوتی ہے مگر جب ان سے جدا ہوتا ہوں تو وہ حالت نہیں رہتی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ حالت تو میری بھی ہے۔ پھر دونوں آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم منافق نہیں ہو۔ انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوا کرتی ہے۔ ایک حالت پر کبھی بھی انسان نہیں رہ سکتا۔ اور جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قرب میں جو عظیم حالت پیدا ہوتی ہے اس کے بیان کے لئے اس سے بہتر کیا اظہار ہو سکتا تھا کہ فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔ "تو اب دیکھو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس دورنگی سے کس قدر ڈرتے تھے۔ جب انسان جرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے"۔ یہ بات میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ "جرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے۔ دین کی ہتک ہوتی سنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے"۔

اس سلسلہ میں ایک لمبا سلسلہ خطبات کا پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اپنی دینی غیرت کو سنبھالو۔ جو لوگ خدا اور رسول کے خلاف مذاق کرتے ہیں یا بیہودہ باتیں کرتے ہیں یا عام نیک لوگوں کے خلاف بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور ان کو ہنساتے ہیں تو یہ نہایت زہریلی منافقت ہے اور اس سے انسان کی نیکیوں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

"دین کی ہتک ہوتی سنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے۔ اگر مومن کی سی غیرت و استقامت نہ ہو تب بھی منافق ہوتا ہے۔ جب تک انسان ہر حال میں خدا کو یاد نہ کرے تب تک نفاق سے خالی نہ ہوگا اور یہ حالت تم کو بذریعہ دعا حاصل ہوگی"۔

یہ جو دعا پر تان توڑتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، اس سے تو اتنا دل راضی ہوتا ہے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ دعا پر اس زمانے میں جتنا زور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے دنیا میں کسی نے کبھی نہیں دیا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے۔ اس دور میں آپ کی مکمل نمائندگی دعا کے معاملے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔

"جو انسان داخلِ سلسلہ ہو کر پھر بھی دورنگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سلسلے سے دور رہتا ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ نے منافقوں کی جگہ اسفل السافلین لکھی ہے کیونکہ ان میں دورنگی ہوتی ہے اور کافروں میں یک رنگی ہوتی ہے"۔

کافر منافق سے برتر کیوں ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ جو کچھ ہے وہ سامنے کھول کے بیان کر دیتے ہیں اور مغربی سوسائٹی میں یہ خوبی پائی جاتی ہے۔ برائی ہو، بھلائی، ہو جو کچھ ہو سوائے اس کے کہ چند لوگ چھپاتے ہونگے مگر اکثر اپنے حال کو ظاہر کرتے ہیں۔

فرمایا "میں منافقوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ منافقوں کی نسبت فرماتا ہے کہ اِنَّ

الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یقیناً یادرکھو منافق کافر سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے کافر میں شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے وہ دلیری کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کر دیتا ہے مگر منافق میں شجاعت اور قوت فیصلہ نہیں ہوتی وہ چھپاتا ہے۔ اگر مومن کو خاص امتیاز نہ بخشا جائے تو مومنوں کے واسطے جو وعدے ہیں وہ کیونکر پورے ہونگے۔ لیکن جب تک دورنگی اور منافقت ہو تب تک انسان کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ"۔

یہ باتیں جماعت کو خاص طور پر پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ ہر قسم کی دورنگی، ہر قسم کی منافقت سے باز آجائیں اور پھر دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا کرنے کے اہل ہونگے۔

"نفاق اور ریاکاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے۔ یہ چھپ نہیں سکتی آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے پھر سخت ذلیل کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی چیز کو چھپاتا نہیں، نہ نیکی کو نہ بدی کو"۔

اب نیکوں اور بدوں کا یہ کتنا نمایاں فرق ہے۔ نیک اپنی نیکی کو چھپا رہے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر ☆ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اتنی نیکی چھپاتے تھے اپنی کہ مسجد میں بعض دفعہ ساری رات گزارتے اور وہیں نیند آتی تو مسجد کا خادم آپ کو صف میں بھی لپیٹ دیا کرتا اندھیرے میں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے دیکھو کتنا شہرۂ عالم بنا دیا ہے۔ زمین کے کناروں تک آپ کی آواز پہنچی ہے۔ ایک آواز کو کروڑ آواز میں بدلا ہے اور **اگلے سال آپ دیکھیں گے انشاء اللہ وہ ایک کروڑ آواز دو کروڑ آوازوں میں تبدیل ہو جائے گی۔** تو یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے وہ چھپی ہوئی نیکی کو ایسا ظاہر کرتا ہے کہ زمین کے کناروں تک وہ شہرت پا جاتی ہے اور اگر بد اپنی بدی کو اس سے چھپائے تو اس کو بھی وہ ننگا کر دیتا ہے، کر سکتا ہے اگر چاہے۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب حکم ہوا تُو پیغمبر ہو کر فرعون کے پاس جا تو انہوں نے عذر ہی کیا۔ اس میں سِرّ یہ تھا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے پورا اخلاص رکھتے ہیں وہ نمود اور ریاء سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ سچے اخلاص کی یہی نشانی ہے کہ کبھی خیال نہ آوے کہ دنیا ہمیں کیا کہتی ہے۔ جو شخص اپنے دل میں اس امر کا ذرا بھی شائبہ رکھتا ہے وہ بھی شرک کرتا ہے۔ سچا مخلص اس امر کی پرواہ ہی نہیں کرتا کہ دنیا اسے نیک کہتی ہے یا بد۔ جب کوئی ابتلاء اور آزمائش آتی ہے تو وہ انسان کو ننگا کر کے دکھا دیتی ہے اس وقت وہ مرض جو دل میں ہوتی ہے اپنا پورا اثر کر کے انسان کو ہلاک کر دیتی ہے"۔

"فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا۔ یہ مرض ابتلا ہی کے وقت بڑھتی ہے اور اپنا زور دکھاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ دلوں کی مخفی قوتوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ جو شخص اپنے دل میں ایک نور رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا صدق اور اخلاص ظاہر کر دیتا ہے اور جو دل میں خبث اور شرارت رکھتا ہے اس کو بھی کھول کر دکھا دیتا ہے اور کوئی بات چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی"۔

پھر فرماتے ہیں "ہم ان مخالفوں کے وجود کو بھی بے مطلب نہیں سمجھتے۔ ان کی چھیڑ چھاڑ اللہ تعالیٰ کو غیرت دلاتی ہے اور اس کی نصرت اور تائیدات کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں"۔ یہ لمبی کہانی ہے جو جماعت احمدیہ کے اوپر گزر رہی ہے اور اس کی تفصیلات بیان کریں تو کئی خطبات کی ضرورت پڑے گی۔ "ان کی چھیڑ چھاڑ اللہ تعالیٰ کو غیرت دلاتی ہے"۔ خدا تعالیٰ کی غیرت کے اتنے واقعات ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے اور ان ظالموں کو سمجھ نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش مار رہی ہے۔ اندھے اپنے اندھیاروں میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور ان سے خدا تعالیٰ انتقام بھی لیتا چلا جاتا ہے مومنوں کی خاطر۔ لیکن ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کیوں ہو رہا ہے۔

"ان کی چھیڑ چھاڑ اللہ تعالیٰ کو غیرت دلاتی ہے اور اس کی نصرت اور تائیدات کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں غرض خدا تعالیٰ کے ماموروں کا یہ خاص نشان ہوتا ہے۔ وہ اپنی پرستش کرانا نہیں چاہتے جس طرح پر وہ لوگ جو پیر بننے کے خواہشمند ہیں چاہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی پوجا کرائے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے ان انسان کے بچے اس پوجا کے مستحق نہ ہوں"۔ ظاہر ہے اگر انسان پوجا کا مستحق ہے تو ہر انسان پھر پوجا کا مستحق ہے۔ انسانیت تو برابر ہے سب میں۔

"میں سچ کہتا ہوں کہ ایک مرید اس مرشد سے ہزار درجہ اچھا ہے جو مکر کی گدی پر بیٹھا ہوا ہو کیونکہ مرید کے اپنے دل میں کھوٹ اور دغا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اخلاص کو چاہتا ہے اور ریاکاری کو پسند نہیں کرتا"۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ اس امت کو منافق نہیں بنانا چاہتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو نفاق سے ڈراتا ہے اور اس طریق زندگی کو بدترین حالت بیان فرماتا ہے اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ کسی پکے مسلمان کی غیرت اور حمیت یہ کب گوارا کر سکتی ہے کہ اپنے معتقدات اور مذہبی مسلمہ پیارے عقائد کے خلاف سن سکے یا اُن کی توہین ہوتی دیکھ سکے یا ایسے لوگوں سے جو اس کے بزرگوں کو جن کو وہ دین کا پیشوا یقین کرتا ہے برا کہنے والے یا گالیاں دینے والوں سے سچی محبت اور اتفاق رکھ سکے۔ ہمارے نزدیک تو ایسا انسان جو بایں ہمہ کسی سے محبت و مودّت رکھتا ہے دنیا کا کُتا اور منافق ہے کیونکہ سچے مسلمان کی غیرت یہ چاہ سکتی ہی نہیں کہ وہ نفاق کرتا ہے"۔

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء میں یہ بیان ہے کہ "نابینائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک آنکھوں کی نابینائی ہے اور دوسری دل کی۔ آنکھوں کی نابینائی کا اثر ایمان پر کچھ نہیں ہوتا"۔ کتنے ہی اندھے ہیں کہ خدا کے فضل سے ایمان کے لحاظ سے سوجاکھوں سے بہت بہتر ہیں۔ "مگر دل کی نابینائی کا اثر ایمان پر پڑتا ہے۔ اس لیے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے پورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دعا مانگتا رہے کہ وہ اُسے سچی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے۔

(دوران خطبہ گرم پانی پیتے وقت حضور انور نے فرمایا مجھے ویسے تو اتنی کوئی ضرورت نہیں لگتی لیکن لوگ بہت خوش ہوتے ہیں جب میں گرم پانی پیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا 'یہ صرف پانی ہے اور شہد ملاہوا ہے۔ ایک دفعہ ایک عرب نے جا کر مضمون لکھا تھا کہ وہ خلیفہ ایسا ہے جو ہر منٹ کے بعد کافی کا گھونٹ پیتا ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔ صرف پانی اور شہد ہے اور کچھ بھی نہیں ہے اس میں)۔

"محبوب الٰہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ آج کل لوگوں نے اتباع سے مراد رفع یدین، آمین بالجہر اور رفع سبابہ ہی لے لیا ہے"۔ یعنی انگلی اٹھانا، اس کے اوپر قتل ہو جایا کرتے تھے۔ بعض مسجدوں میں ایسے لوگ تھے جن کا یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ شہادت کی انگلی اٹھایا کرتے تھے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہتے ہوئے۔ کوئی بے چارہ غلطی سے اس مسجد میں چلا جائے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ انگلی نہیں اٹھایا کرتے تھے تو مسجد سے نکلنے سے پہلے اس انگلی سے محروم ہو جایا کرتا تھا۔ انگلی کاٹ کر پھینک دیتے تھے اور یہی حال ان لوگوں کا تھا جو برعکس کرتے تھے بے چارے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اتباع اپنی جگہ ضروری ہے مگر یہ اتباع نہیں، یہ جہالت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انگلی اٹھاتے تھے یا نہیں اٹھاتے تھے مگر دونوں طرح اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه تو پھر بھی کہتے تھے تو وہی بنیاد ہے اصل حقیقت کی۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اسی طرح رفع یدین کا حال ہے"۔ تکبیر کہہ کر ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھا دینا اس کو رفع یدین کہتے ہیں۔ آمین بالجہر بھی اسی کا حصہ ہے۔ بعض مساجد میں آمین بالجہر کی عادت ہوتی ہے۔ بعض قوموں میں آمین بالجہر کی عادت ہوتی ہے۔ انڈونیشیا کے لوگوں کو آپ دیکھیں جب آتے ہیں جلسے پر تو پوری گا کے آمین کہہ کے وہ ساتھ دیتے ہیں۔ اور شروع شروع میں تو میرے لئے مشکل ہوتا تھا برداشت کرنا لیکن اب عادت پڑ گئی ہے۔ بہت گا کے ترنم سے آمین۔ یہ ملکی اور قومی ایک روایت ہے جس پہ چل رہے ہیں، کوئی حرج نہیں۔ بے شک آمین کہیں۔ جو نہیں کہنے والے ان کا کوئی حق نہیں کہ ان پہ اعتراض کریں اور اِن کا کوئی حق نہیں کہ نہ کہنے والوں پر اعتراض کریں۔

"سچے مومن اور مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ تو یہی ہے کہ وہ سچا متبع ہو اور آپ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے۔ جو سچائی کو قبول نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو

دھوکہ دیتا ہے کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں مگر کوئی برکت اور نوران مسجدوں کے بھرے ہونے سے نظر نہیں آتا۔ اس لئے کہ وہ سب کچھ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ سچا اخلاص اور وفا جو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں ان کے ساتھ پائے نہیں جاتے۔ سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہو گئے ہیں۔ جونہی انسان ان کے حالات سے واقف ہو تا جاتا ہے اندر سے گند اور خس نکلتا آتا ہے۔ مسجد سے نکل کر گھر کی تفتیش کرو تو ننگ اسلام نظر آئیں گے۔ مثنوی نے ایک حکایت لکھی ہے"۔ یہ بہت غور سے سننے والی ہے۔ "کہ ایک کوٹھا ہزار من گندم سے بھرا ہوا خالی ہو گیا۔ اگر چوہے اس کو نہیں کھا گئے تو کہاں گیا۔ پس اسی طرح یہ پچاس برس کی نمازوں کی جب برکات نہیں ہوتیں اگر ریاء اور نفاق اور باطل نے ان کو حبط نہیں کیا تو وہ کہاں گئیں"۔ پچاس برس کی نمازیں بھی اگر برکت نہیں پیدا کرتیں، دل کی سچائی نہیں پیدا کرتیں، ایمان کی خصلتیں پیدا نہیں کرتیں تو وہ ایک کوٹھے کی طرح جس میں ہزار من گندم بھری ہوئی ہو اس کی طرح چوہا چپ کر کے کھاتا جاتا ہے اور اس کی یہ منافقت اس کے تمام اعمال کو کھا کر رڈی کر دیتی ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران تشہد کے بعد حضور انور نے ایک وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے جان کے دونوں طرح سے اس روایت کو پڑھا ہے کیونکہ ہلش صاحب جو جرمنی کے ہیں وہ بہت باریک باتیں نوٹ کرتے ہیں کسی ایک روایت میں انہوں نے پڑھ لیا کہ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بھی آتا ہے تو مجھے لکھا کہ آپ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه نہیں پڑھتے۔ میں نے پڑھ کے دکھایا ہے کہ ایک روایت میں بھی آئے تو تشہد ہی ہے۔ یہ کہنے میں حرج کیا ہے عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه مگر جو ہم نے تحقیق کی ہے اکثر حدیثوں میں اس کا ذکر نہیں۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ اتنا ہی کافی ہے۔ میں پھر آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ فراخدلی پیدا کیا کریں حدیث خواہ ایک بھی ہو اس کی متابعت کرنے میں جو سچی حدیث ہوتی ہے کوئی بھی نقصان نہیں۔ اس لئے آپ کریں یا نہ کریں آپ دونوں طرح برابر ہیں۔ خدا کے حضور بالکل بری الذمہ ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁